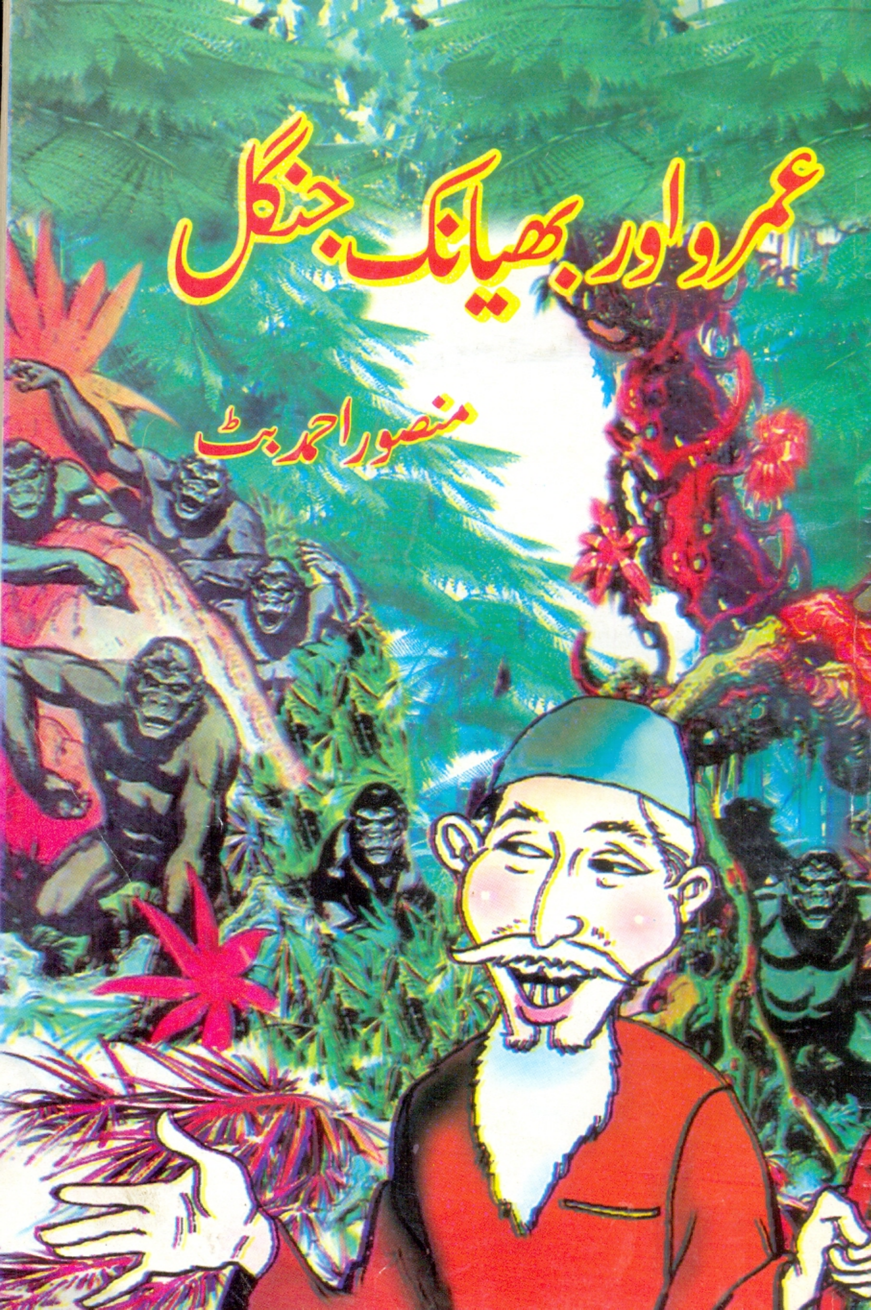
عمرو اور بھیانک جنگل
منصور احمد بٹ

8

عمرو اور بھیانک جنگل

منصور احمد بٹ

نواب سنز پبلی کیشنز

اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

با وقار اور نفاست پسند قارئین کے لئے پر وقار اور نفیس ترین کتابیں

—— ضابطہ ——

حقوقِ اشاعت محفوظ ہیں

طابع	نواب سنز پبلی کیشنز
مطبع	فیض الاسلام پریس
حروف آرائی	میٹرکس کمپوزرز
سرورق	ڈیزائن ماسٹر
اشاعت	۲۰۱۰ء

Retail Price
Rs. 25/-

نواب سنز پبلی کیشنز

اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی Ph: 051-5555275

ڈسٹری بیوٹرز اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک اقبال روڈ راولپنڈی فون 051-5772306

عمرو اور بھیانک جنگل

سمندر کی لہریں کچھ عجیب سا شور کر رہی تھیں سمندر کا پانی اکثر واؤں کے ساتھ اچھلتا ہے اور جب یہ پانی اچھلنے لگتا ہے تو اس کی نی چھل ہوتی ہے کہ سمندر میں جتنا مرضی بڑا بحری جہاز کیوں نہ ہو وہ ں کی زد میں آ جاتا ہے اور اس کا نام ونشان تک مٹ جاتا ہے اگر لوئی بچ جائے تو اس کی قسمت ہے کہ وہ بچ گیا۔

ان لہروں کی زد میں بحری جہاز تباہ ہو گیا اور یونہی بحری جہاز کے لوگ اپنی جانیں بچانے لگے خدا کی قدرت کہ یہ بحری جہاز جب باہ ہوا تو کنارے سے چند فرلانگ پر تھا اس بحری جہاز میں کافی گ سوار تھے اور کچھ بچے بھی سوار تھے سمندر کی لہروں کے ساتھ

عمرو اور بھیانک جنگل

ساتھ جو بچ گئے وہ کنارے کے ساتھ ساتھ لگ گئے اور کچھ لوگ موت کی آغوش میں آگئے۔

کنارے کے ساتھ لگتے ہی بچے اور نوجوانوں نے رہنے کے لئے ٹھکانہ تلاش کیا مگر ٹھکانہ نہ ملا۔ آخر کار جنگل کی جھاڑیاں اور لکڑیاں اکٹھی کیں اور ایک جھونپڑہ بنایا اس کے اندر بیٹھنے لگے۔ ابھی دن باقی تھا شام ہونے والی تھی شام ہوتے ہی جنگل سے بھیانک آوازیں آنے لگیں بڑے تو نہ گھبرائے بلکہ بچے گھبرائے اور سہم گئے۔

یونہی شام کے سائے بڑھتے گئے اور خوف کے مارے بچے جھونپڑے سے باہر کیا اندر ہی اندر رہنا دشوار ہو گیا اور رات کا آدھ پہر جب آیا تو جنگلی جانور سمندر کے کنارے پانی پینے کے لئے جب آئے تو جھونپڑے کو دیکھ کر مسکرائے کہ اندر کچھ ہو گا ایک جانور لومڑ جب جھونپڑے کی طرف بڑھا سامنے انسان دیکھ کر مسکرایا اور آگے بڑھنے لگا ایک آدمی نے دیکھتے ہی اسے ڈرا دیا اور لومڑ بھاگ گیا باقی کے جانور سمندر کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس طرف کچھ ہے تو وہ بھی اس طرف بڑھے اور چند منٹوں کے اندر اندر سب جانوروں نے جھونپڑے کو گھیرے میں لے لیا او

عمروؓ اور بھیانک جنگل

جھونپڑے کو گرا دیا اور سب آدمی اور بچے صاف نظر آنے لگے جانور
آہستہ آہستہ آگے بڑھے تو جنگل کا بادشاہ شیر زوردار آواز کے ساتھ
گرجا تو سب جانور ایک دم بھاگ گئے اور وہ سب آدمی اور بچے اور
زیادہ سہم گئے۔ شیر نے گرج کے ساتھ ہی ان کی طرف آنا شروع کر
دیا جونہی قریب آیا تو اپنے ساتھ لے گیا۔

☆......☆......☆

امیر حمزہ کے دربار میں محفل لگی ہوئی تھی اور اپنے اپنے مشاغل
پیش کر رہے تھے تو امیر حمزہ کا کلام پڑھ کر سناتا اور کوئی اپنے اپنے
کلام پڑھ کر سناتے اور محظوظ ہوتے۔ اس محفل کو لگے کافی دیر ہو جاتی
ہے آدھی رات جب ہو جاتی ہے تو چند آدمی پریشانی کی حالت میں آ
کر امیر حمزہ سے کہتے ہیں۔ سرکار...... غلے سے بھرا بحری جہاز سعودی
عرب جا رہا تھا اور سمندر کے طوفان میں لا پتہ ہو گیا ہے معلوم نہیں
کہ بحری جہاز اس وقت کہاں ہے اور اس کے مسافر بھی لا پتہ ہیں
اس بحری جہاز میں بچے بھی سوار تھے یہ یہاں اپنے ماں باپ سے
ملنے کے لئے آئے تھے وہ بحری جہاز یہاں سے کس وقت چلا تھا۔
امیر حمزہ نے فرمایا۔

عمرو اور بھیانک جنگل

"سرکار وہ بحری جہاز یہاں سے کل صبح سحری کے وقت یہاں سے چلا تھا......" آدمی نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ سمندر پہاڑوں کے نزدیک ہی لاپتہ ہوا ہے اور اس کے پاس ایک جنگل ہے۔ یہ جنگل خشکی کا ہے۔ عمرو عیار کی طرف دیکھ کر کہا۔ عمرو تیاری کرو جانے کے لئے بحری جہاز کا پتہ لگاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہے کہاں نہیں اور جو لوگ بچ گئے ہیں انہیں یہاں دربار میں پہنچاؤ...... امیر نے عمرو کو حکم دیتے ہوئے کہا حکم سنتے ہی عمرو اپنی کرسی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا...... دعا سلام لیتے ہوئے اچھا سرکار خدا حافظ...... یہ کہتے ہوئے عمرو دربار سے باہر چلا گیا۔

عمرو اور بھیانک جنگل

☆......☆......☆

گھنے جنگل کے درمیان کافی گہری کھائی کے اندر شیر سب کو بلے کراتا ہے اور ایک سرنگ کے اندر جا کر بٹھاتا اور خود باہر چلا جاتا ہے۔ جنگل کے اندر شکار تلاش کرتا ہے دور دور تک کچھ نظر نہیں آتا۔ آخرکار گھنے جنگلوں سے باہر آ کر ویرانے جنگل میں آتا ہے تو دور دور تک کچھ نظر نہیں آتا کافی دور ایک ہرن نظر آتا ہے اس کو دیکھ کر فوراً اس کے پیچھے بھاگتا ہے اور بھاگ کر اس کا شکار کرتا ہے جب ہرن کو پتہ چلتا ہے تو وہ بھی بھاگنا شروع کر دیتا ہے بھاگتے بھاگتے آخر کار وہ تھک جاتا ہے اور شیر اسے دبوچ لیتا ہے شکار کرنے کے بعد وہ اس کے مختلف حصے کرتا ہے اور ہرن کا آدھا حصہ منہ میں اٹھا کر

عمرو اور بھیانک جنگل

واپس بھاگتا ہوا آتا ہے اور بھاگتے بھاگتے چند منٹ کے اندر گھنے جنگلوں میں آ کر اپنی غار میں آتا ہے اور گوشت کا ٹکڑا دیتا ہے اور سب دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں...... ان کے اندر ایک کمانڈر بزرگ آدمی بھی ہوتا ہے وہ قریب آ کر شیر کو کہتا کہ ہم بہت خوش ہیں کہ آپ نے ہماری مہمان نوازی کی......؟

اس کے کہنے پر شیر سر ہلاتا ہے اور مسکراتا ہے اس کے بعد ایک طرف جا کر بیٹھا جاتا ہے اور بچے ایک، دوسرے کی طرف دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ کمانڈر اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے دیکھو بھئی شیر نے تو اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور اب ہمیں ہمت خود کرنا ہو گی کہ اس گوشت کو پکانا ہو گا ایک بچہ بولا...... آپ آگ کیسے جلائیں گے......؟

بیٹے پتھر ہمارے پاس ہیں ان سے ہم آگ جلا سکتے ہیں۔ کمانڈر نے کہا۔ ایک آدمی پتھر اکٹھے کرتا ہے۔ یہ لیں پتھر اور سوکھے پتے اور سوکھی لکڑی بھی اکٹھی کر کے لے آتا ہے۔ لا کر ایک جگہ پر رکھتا ہے اس کے بعد کمانڈر پتھروں سے آگ جلاتا ہے اور دو آدمی گوشت پکڑے رکھتے ہیں اور اس کے اوپر رکھ کر پکاتے ہیں۔ اس طرح کرتے ہوئے گوشت پک جاتا ہے اور سب مل کر کھاتے ہیں۔

کھانے کے بعد سب آرام کرتے ہیں۔

اس غار کے اندر بیٹھے کچھ معلوم نہیں کہ باہر اندھیرا ہے یا پھر روشنی۔

عمرو عیار قالین پر بیٹھے بیٹھے جنگلوں کے اوپر سے گزرتا ہے اور سمندر کے کنارے جاتا ہے۔ بحری جہاز کو تلاش کرتا ہے۔ دور دور تک کچھ پتہ نہیں چلتا، بحری جہاز کا......

اس کے بعد عمرو سمندر کے کنارے کنارے قالین پر بیٹھے بیٹھے چکر لگاتا ہے تو پہاڑی کے اوپر آ کر بیٹھ جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ بحری جہاز کہاں گیا۔ سوچتے سوچتے پہاڑی کے چاروں طرف نظر دوڑائی تو پہاڑوں کے درمیان بحری جہاز ڈوبا ہوا نظر آیا تو ہاتھ ایک دم چٹکی بجاتے ہوئے......اس ڈوبے ہوئے بحری جہاز سے معلوم ہوتا ہے بحری جہاز کے بچے کھچے لوگ یہاں کہاں ہیں۔ پہاڑی سے نیچے اترتے ہوئے جنگل میں جاتا ہے۔ تو ایک خوفناک جانور حملہ آور ہوتا ہے۔ وہ اپنی جان بچانے کے لئے میان سے تلوار نکالتا ہے اور جونہی خوفناک جانور آگے آتا ہے تو عمرو تلوار کا وار کرتا ہے.....تو وہ یک دم پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اس جانور کی لمبی سی گردن اور پاؤں

عمرو اور بھیانک جنگل

بڑے بڑے ہوتے ہیں...... جسم پر کانٹے دار مچھلی کی طرح چانے لگے ہوتے ہیں۔ یہ نہایت ہوشیار اور چالاک جانور تھا۔ مگر عمرو عیار اس کے آگے ہمت نہیں ہارتا مسلسل اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ عمرو ایک تیز تراز پھرتیلا وار استعمال کر کے اس خوفناک جانور کو ختم کر دیتا ہے۔

ختم کرنے کے بعد عمرو اس خوفناک جانور کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے تاکہ اور جانور اس کو دیکھ کر حملہ آور نہ ہوں۔

اس کے بعد مزید جنگل کے اندر جاتا ہے وہ انسان نما جانور ملتا ہے۔ اس کے ہاتھ کے ناخن لمبے لمبے ہوتے ہیں۔ اور سارے جسم پر لمبے لمبے بال ہوتے ہیں اور آواز جنگلی جانوروں کی طرح ہوتی ہے۔ جونہی عمرو آگے بڑھا تو وہ بھی آگے بڑھا دونوں کے درمیان بھی خاصی لڑائی ہوتی ہے آخر کار وہ بھی ہار گیا تو عمرو جب اس کی گردن کاٹنے لگا تو پاؤں میں پڑ گیا...... اور عمرو نے اس کو معاف کر دیا...... معاف کرنے کے بعد جب عمرو پیچھے ہٹا تو وہ جانور بھاگ گیا...... اور عمرو دیکھتا رہ گیا۔

عمرو ہاتھ میں تلوار پکڑے جنگل کے اندر چلا گیا...... اور کئی

چھوٹے چھوٹے جانور آئے تو عمرو ان سب کو قتل کرتا گیا.....اور ایک میل کا فاصلہ طے کیا تو ایک بھیانک شکل کا جانور آگے سے ملا تو سامنے دیکھتے ہوئے عمرو نے پہلے سے ہی تلوار تان لی اور جب وہ حملہ آور ہوا تو عمرو نے جلدی سے تلوار تان کر اس کا مقابلہ کیا۔ مقابلہ کرتے کرتے کافی دیر ہو گئی تو عمرو نے چالاکی دکھاتے ہوئے کہا......دیکھو بھائی تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا میں نے تم کو معاف کیا اب تم جا سکتے ہو......؟

''معاف کرنا اور کروانا میرے بس کی بات نہیں ہے...... ہاں اگر تم معافی مانگتے ہو تو پھر میں معاف کرتا ہوں۔ عمرو نے مسکراتے ہوئے کہا......

ایک زور دار گرج کے ساتھ تم ابھی میرے ہاتھ کی میل ہو۔ ے سامنے بچے ہو......میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا' وہ پاگلوں کی ِح قہقہہ لگاتا ہے اور شیطانی پنجہ استعمال کرتا ہے اور ایک ہی جھٹکے کے ساتھ عمرو کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور عمرو کو اٹھا کر ہاتھ سے ئل میں چکر لگاتا ہے۔ گھنے جنگل میں زبان سے طرح طرح کے ماظ بولتا ہے اور شور و غل بھی کرتا ہے۔ جس سے چھوٹے چھوٹے

عمرو اور بھیانک جنگل

جانور پریشان ہوتے ہیں۔ باہر نکلنا گوارہ نہیں کرتے...... جنگل میں شیر بھی رہتا تھا۔ عمرو کو معلوم نہ تھا اور وہ بھی شور سن کر اس کی طرف آتا ہے اور شیر جب آتا ہے تو دبے دبے پاؤں چلتا ہوا اس کے قریب آتا ہے اور جونہی جب وہ قریب آیا تو شیر کو دیکھ کر ایک دم گھبرا جاتا ہے اور عمرو کو چھوڑ دیتا ہے اور عمرو دوڑ کر درخت پر چڑھ جاتا ہے تلوار نیچے پڑی ہوتی ہے شیر ایک دم گرجتا ہے اور انسانی نما جانور بھاگ جاتا ہے اور گھبراہٹ کے مارے اس کو راستہ نہیں ملتا...... اور شیر یہ منظر دیکھ کر واپس چلا جاتا ہے...... اور عمرو درخت پر بیٹھا رہتا ہے۔ شیر کے جاتے ہی نیچے اترتا ہے اور تلوار تلاش کر کے پھر جنگل کے اندر دوبارہ چلتا ہوا آگے بڑھتا ہے تلاش جاری رکھتا ہے گھنے درختوں کے اندر چمگادڑوں کا جتھا لگا ہوتا ہے ایک چمگادڑ دیکھ کر اس کی طرف بڑھتی ہے اس کے ساتھ ہی چند اور چمگادڑ آگے بڑھتی ہیں اس طرح کافی چمگادڑیں حملہ آور ہو جاتی ہیں اور عمرو ......

عمرو اور بھیانک جنگل

☆......☆......☆

غار کے اندر سب آدمی اور بچے موجود تھے سارا دن اور رات گزارنے کے بعد بچے تنگ آ گئے اور ایک بچہ جس کی عمر تقریباً بارہ سال کے قریب ہو گی......اور اس کا نام حبیب اللہ تھا۔ یہ اچانک غار سے نکلا اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ بچہ غار سے باہر چلا گیا ہے......
حبیب اللہ چلتا ہوا ایک اور غار میں چلا گیا یہ غار اس کے بالمقابل تھی۔ اس کے اندر حبیب اللہ جب گیا اس کے اندر سونے کا انبار اور سونے کے سکے بے شمار تھے۔ حبیب اللہ یہ منظر دیکھ کر مسکرایا اور خوشی خوشی ان سونے کے سکوں اور سونے کے زیورات کے پاس بیٹھ گیا سکوں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتا ہے زیورات کے اندر ایک سونے کا

کڑا پڑا ہوتا ہے اس کو اٹھا کر اپنے بازو میں پہن لیتا ہے۔ پہنتے ہی حبیب اللہ کا جسم پرندہ کی شکل اختیار کرنے لگتا ہے اور چند منٹوں کے اندر پرندہ بن جاتا ہے اور پرندہ ایسا جو ہوا میں اڑتا ہے...... پرندے کے روپ میں باہر آ جاتا ہے اور ہوا میں اڑتا ہے۔ ہوا کی بلند ترین ہواؤں میں اڑتا ہے۔

اس طرف غار میں سب حبیب اللہ کو تلاش کرتے کرتے سب غار سے باہر نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جو بھی باہر آتا ہے تو برابر والی غار میں جاتا ہے اور سونے کے سکے دیکھ کر مسکراتے اور زیورات کو بھی دیکھتے دیکھتے ہی انہیں اٹھاتے اور پرندہ یا جانور بن جاتا اور جنگل میں گھومتا یا پھر ہواؤں میں اُڑتا۔

اس طرح کرتے کرتے سب لوگ جنگلی جانور اور پرندے بن جاتے ہیں اور شیر جب ان کے لئے گوشت لاتا ہے تو سب کو نہ دیکھ کر پریشان ہوتا ہے اور جنگل کے تمام جانور بھاگتے ہیں۔ اور پرندے بھی ڈر کے مارے اونچی پرواز کرتے ہیں۔ عمرو شیر کی گرج سن کر مسکراتا ہے اور اسی آواز کے پیچھے پیچھے شیر کے پاس آتا ہے اور شیر عمرو عیار کو غار میں لے جاتا ہے۔ عمرو غار میں جا کر اندر کا جائزہ

بتا ہے کہ معلوم پڑتا ہے کہ وہ یہاں آئے تھے اور آگ جلی بھی دیکھی
کچھ تھوڑا بہت سامان بھی بکھرا پڑا دیکھ کر عمرو کو پورا یقین ہو گیا اور
شیر سے کہنے لگا کہ یہاں کچھ آدمی آئے تھے۔ تو شیر نے ہاں میں سر
لا دیا۔ عمرو نے پھر پوچھا کہ وہ کہاں گئے...... تو شیر نے سر ہلاتے
ہوئے تان کا اظہار کیا...... عمرو کے ذہن میں آ گیا کہ وہ لوگ یہاں
آئے اور معلوم نہیں کہاں گئے ہیں البتہ یہاں کہیں ہوں گے۔ عمرو
سی وقت غار سے باہر آیا اور چاروں طرف دیکھ کر اور ایک غار اور نظر
آئی دیکھتے ہی اس کے اندر گیا اور غار کا اندر اس کا جائزہ لیا تو اندر
سونے کے سکے پڑے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر مسکرایا کہ وہ یہاں
ضرور آئے ہوں گے زیورات دیکھے تو ایک کڑا باقی تھا۔ اسے اٹھایا
ور دیکھنے لگا تو دائیں ہاتھ کی انگوٹھی کا نگ اس کے ساتھ رگڑا گیا اور
ن حاضر ہوتے ہی......

حکم میرے آقا......؟

حکم صرف اتنا ہے کہ یہ زیورات کی کیا خصوصیت ہے اور کیا یہ
نقصان دے سکتا ہے یا کہ نہیں۔

جن یہ ساری باتیں سن رہا تھا اور چند منٹ سوچنے کے بعد

عمرو اور بھیانک جنگل

جن نے عمرو سے کہا۔

سرکار یہ زیورات بہت نقصان دینے والے ہیں۔ ان زیورات
سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ ان زیورات کو جو بھی پہنے گا وہ انسان
نہیں جانور یا پرندہ بن جائے گا۔ یہ زیورات ہزار سال پرانے ہیں
انہیں ابھی تک کسی انسان نے استعمال نہیں کیا اس لئے ہزار سال بعد
یہ انسان کے لئے ممنوع ہو جاتے ہیں...... تو اس کا مطلب ہے کہ و
اس طرف آئے اور جس نے جو بھی پہنا وہ جانور یا پرند بن گیا....
اب انہیں تلاش کرنا ہو گا......؟

عمرو اور بھیانک جنگل

☆......☆......☆

ویران جنگل جہاں پر دھوپ زور دار پڑتی ہے۔ درخت کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ اس ویرانے میں حبیب اللہ پرندے کے روپ میں اور اس کے ساتھی کھڑے ہو کر ناچ پیش کرتے ہیں اور باقی کے جنگل کے جانور انہیں دیکھ دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں کہ یہ لوگ کہاں سے آ گئے ہیں۔ سانپ بھی انہیں دیکھ کر پریشان ہوتا ہے۔ نیولا جب سانپ کو دیکھتا ہے تو ایک دم اس کی طرف لپکتا ہے۔ تو سانپ اور نیولے کی لڑائی ہوتی ہے۔ ان دونوں کی لڑائی حبیب اللہ پرندے کے روپ میں دیکھتا ہے اور باقی کے انسان بھی جانور کے روپ میں دیکھتے ہیں۔ سانپ اور نیولے کی لڑائی بہت مزا دیتی ہے۔ جنگل میں

منگل ہو رہا ہوتا ہے۔

عمرو جن سے کہتا ہے۔ دیکھو تم کو میرے ساتھ ہر وقت رہنا ہو گا۔ کیونکہ ان جانوروں پرندوں کو انسان بنا کر امیر حمزہ کے دربار میں پیش کرنا ہو گا اور پھر یہی ہماری بھلائی ہے ورنہ ہماری پٹائی ہے۔

جو حکم میرے آقا۔ میں آپ کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر پرندوں کو تلاش کرنے میں مدد بھی کروں گا۔ آئیں میرے ساتھ۔

جن زمین پر لیٹ جاتا ہے اور عمرو اس کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے اور جن ہواؤں میں اڑتے سمندر کے کنارے پر ایک جانور نہاتا ہوا نظر آتا ہے۔ جن اسی وقت سمندر کے کنارے اتر جاتا ہے تو عمرو فوراً جانور کے قریب آ کر دیکھتا ہے کہ یہ آخر جنگلی ہے تو یہ مجھ پر حملہ آور ضرور ہو گا۔ اگر نہیں تو خاموش ضرور رہے گا۔ اور اس طرح عمرو کافی دیر تک کھڑا رہتا ہے وہ جانور اس کی طرف محبت بھرے انداز میں دیکھتا ہے اور عمرو نے جلدی سے زنبیل نکالی اور اس کے اندر ایک پڑی نکال کر اس کے اوپر چھڑکاؤ کیا اور جانور اپنی اصلی حالت میں آجاتا ہے۔ عمرو دیکھ کر مسکراتا ہے۔ یہ آدمی بحری جہاز کا کمانڈر تھا۔

عمرو مسکراتے ہوئے۔

عمرو اور بھیانک جنگل

کمانڈر صاحب کیسے ہو اور کہاں ہو۔

کمانڈر مسکراتے ہوئے۔ عمرو بھائی آپ اگر آزاد نہ کرتے تو میں جانور ہی بنا رہتا ہماری بحری جہاز کے لوگ تقریباً تیں کے قریب ہیں اور باقی کے سمندر کی نظر ہو گئے ہیں اور جو بچے وہ جانور بن گئے۔ جس روز بحری جہاز ڈوبا اس روز بچنے والے جب کنارے پر لگے تو کئی جنگلی جانور جمع ہو کر ہمیں کھانے کے لئے آ گئے۔ اگر اس وقت شیر نہ آتا تو آج ہم جنگلی جانوروں کا نوالہ بن گئے ہوتے۔ آج آپ نہ آتے تو میں جانور ہی رہتا۔ ہمارے باقی ساتھی بھی جانور بن گئے ہیں۔ انہیں بھی آپ ہی اصلی حالت میں لا سکتے ہیں۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہارے جانے کے لئے بندوبست کرنا ہو گا واپس امیر حمزہ کے دربار میں۔

زنبیل نکال کر قالین نکالا اور بیٹھتے ہوئے جن سے کہا۔ تم یہاں ٹھہرو میں کمانڈر کو دربار میں چھوڑ کر ابھی آیا۔

جو حکم میرے آقا۔ جن نے عاجزی سے کہا۔ عمرو پہلے ہی قالین پر بیٹھا ہوا تھا اور کمانڈر بھی قالین پر بیٹھ گیا اور قالین کو اڑنے کا حکم دیا تو قالین ہوا میں اڑنے لگا۔

عمرو اور بھیانک جنگل

امیر حمزہ کا دربار لگا ہوا تھا۔ اور دربار میں دونوں طرف شاعر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اپنا اپنا کلام پیش کر رہے تھے۔ محفل کے ایک طرف امیر حمزہ تخت پر بیٹھے شاعر کے کلام کی داد دیتے ہیں۔ سب شاعر اپنا اپنا شاعرانہ کلام پیش کر کے محفل کو چار چاند لگاتے ہیں۔ ایک درباری نے کہا کہ عمرو صاحب تشریف لائے ہیں تو مشاعرہ رک گیا۔ اتنے میں عمرو عیار کمانڈر کو لے کر دربار میں حاضر ہو کر بولا۔

سرکار بحری جہاز کے کچھ لوگ بچ گئے ہیں اور وہ سب جنگل میں گئے تو معلوم نہیں کیسے ہوا کہ سب جانور اور پرندے کی شکل اختیار کر گئے ہیں...... یہ واحد کمانڈر ہیں ان کو اصل حالت میں لے کر آیا ہوں انہیں سارے جنگل میں تلاش کر کے ایک ایک کر کے لانا ہو گا اور لانے میں ابھی وقت لگے گا۔ عمرو نے تفصیل کے ساتھ بتاتے ہوئے کہا۔

امیر حمزہ ساری بات سن کر کہنے لگے۔ عمرو تلاش تو کرنا ہو گا چاہے جتنا مرضی وقت لگے۔ کمانڈر کے بچ جانے پر ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے جو اس دنیا سے چلے گئے ان کے لئے ہم خدا کے گھر میں

دعاء مغفرت کریں گے۔ خدا انہیں جنت الفردوس عطا کرے۔ ایک درباری امیر حمزہ کے قریب آ کر کہنے لگا۔ سرکار باہر لوگ جمع ہیں اور کہتے ہیں جو جہاز تباہ ہوا تھا۔ اس میں کون کون بچا ہے کون نہیں بچا ہمیں بتاؤ اور لوگ شور کر رہے ہیں...... امیر حمزہ نے جب یہ بات سنی تو اسی وقت دربار سے باہر آ گیا اور باہر آ کر سب سے کہنے لگے۔ دیکھو بھائیو...... اور بزرگو بحری جہاز کے تباہ ہوتے ہی آدمی کی ڈیوٹی لگ گئی ہے اور ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ کون بچا ہے کون نہیں بچا۔ ابھی صرف بحری جہاز کے کمانڈر بچنے کی اطلاع ملی ہے اور وہ بچنے کے ساتھ ہی وہ ہمارے دربار میں پہنچ گئے ہیں۔ اگر آپ ان کی زبانی کچھ سننا چاہتے ہیں تو بڑے شوق سے سن سکتے ہیں۔

لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے...... ہاں ہم ان کی زبانی معلومات لینا چاہتے ہیں۔ امیر حمزہ نے پھر سب کو خاموشی کا اشارہ کرتے ہوئے آپ لوگ اطمینان رکھئے وہ ابھی آپ کے سامنے آ کر آپ سب کو تفصیل سے بتائیں گے۔ آپ لوگ بے فکر رہیں...... پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے۔ پیچھے ہی کمانڈر کھڑا تھا۔ اشارہ کر کے قریب بلا کر...... آئیے۔ آپ ان لوگوں کو تفصیل سے بتائیے بحری

عمرو اور بھیانک جنگل

جہاز کے بارے میں یہ کہتے ہوئے امیر حمزہ اسٹیج سے نیچے اتر جاتے ہیں اور کمانڈر اسٹیج پر چڑھ کر...... دیکھو میرے بھائیو اور بزرگو، بہنوں۔ ماؤں میں آپ کے سامنے اصل حالت میں موجود ہوں اور آپ مجھے دیکھ رہے ہوں گے کہ میری کیا حالت ہے اور رہی دوسرے لوگوں کے متعلق ہمارے بحری جہاز کے لوگ کافی بچ گئے ہیں۔ وہ اس وقت جنگل میں گم ہو چکے ہیں اور معلوم نہیں ہے کہ جنگل کے کس کونے میں ہیں۔ جو بچنے والوں کی تعداد تقریباً تیس پینتیس کے قریب ہے۔ میرے اوپر جنگل کے جانوروں نے حملہ کر دیا تھا اور میں ایک جانور کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ جب ہمارے محسن عمرو عیار صاحب وہاں پہنچے تو انہوں نے خدا کا کلام پڑھا تو پھر جا کر میں اصل حالت میں آیا اور عمرو عیار مجھے امیر حمزہ کے دربار میں لے آیا...... رہی دوسروں کی بات یونہی عمرو سب کو باری باری لے کر آتا جائے گا اور آپ تک وہ پہنچتا جائے گا۔ آپ لوگ بے فکر رہیں۔ کیونکہ ہمارے بچنے والے باقی کے ساتھی انسان کے روپ میں نہیں جانوروں اور پرندوں کے روپ میں تبدیل ہو چکے ہیں انہیں اصل روپ میں لانے کے لیے عمرو عیار کی ضرورت ہے اور عیار کی

ڈیوٹی اس وقت اسی جنگل میں لگی ہوئی ہے۔ اب آپ لوگ جا کر اپنے گھروں میں آرام کریں اور خدا کے آگے فریاد کریں کہ وہ جانوروں اور پرندوں سے انسان بن جائیں۔ یہی میری آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ آپ بے فکر رہیں۔ خدا جو کرے گا بہتر کرے گا۔ کمانڈر نے تفصیل کے ساتھ سب کو بتایا اور لوگ مطمئن ہو گئے اور سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور کمانڈر اسٹیج سے اتر کر دوبارہ دربار کے اندر چلا گیا اور امیر حمزہ پہلے سے دربار کے اندر پہنچ چکے تھے۔ دربار میں شاعر لوگ ابھی بیٹھے ہوئے تھے امیر حمزہ نے سب کی طرف دیکھ کر کہا...... مشاعرہ محفل برخاست کیا جاتا ہے۔ یہ مشاعرہ اس وقت ہو گا جب بحری جہاز کے بچ جانے والے لوگ اس دربار میں پہنچ جائیں گے۔ عمرو کی طرف دیکھ کر...... عمرو اپنے کام کو جاری رکھو اور جو شخص ملے تم اسے ہمارے دربار میں پیش کرو اور بچنے والوں کی تعداد کا علم کمانڈر صاحب کر سکتے ہیں اور جو اس دنیا سے چلے گئے ہیں ان کے لیئے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جائے اور ان کی روح کو ثواب پہنچ سکے۔ عمرو چلتا ہے۔ کمانڈر پیچھے سے دیکھتا ہے اور مسکراتا ہے عمرو کے کام کی داد دیتا ہے۔ شاعر حضرات چلے جاتے

ہیں۔ دربار میں صرف درباری لوگ بیٹھے رہتے ہیں اور کمانڈر بھی دربار میں موجود رہتا ہے۔

عمرو اور بھیانک جنگل

☆......☆......☆

جنگل کے درمیانی حصے میں جنگلی لوگ تھے جنہیں انسان کے متعلق اور لباس کے متعلق کچھ علم نہیں تھا ان لوگوں کے جسم پر چند کپڑے تھے اور وہ بھی درخت کے پتوں کے بنے ہوئے اور پرندوں کے پروں کی سر کی ٹوپیاں بنائی ہوئی تھی اور ہاتھ میں تیر کمان اور کسی کے ہاتھ نیزہ ہوتا ہے۔ عورتوں کے جسم پر بھی چند کپڑے پتوں کے بنے ہوئے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بغیر کپڑوں کے رہتے تھے۔ بلکہ عورتوں کی کمر کے اوپر ٹوکری کے اندر رہتے تھے۔ ان جنگلی لوگوں کا ایک سردار تھا جس کے کہنے کے مطابق سب چلتے تھے۔ اگر کوئی اپنی بیٹی کی شادی یا لڑکے کی شادی کرتے تو سردار کے پاس آتا اور

سردار ہی دن مقرر کرتا اور اس دن سب جنگلی لوگ جمع ہوتے او
شا ی ہوتی ہے۔ شادی کی رسم ادا کرتے وقت عجیب سی رسم ادا ک
جا تا ہے۔

سردار کا لڑکا اپنے قبیلے کی ایک لڑکی سے شادی کرنے ک
خواہش ظاہر کرتا ہے تو سردار شادی کرنے کی حامی بھر لیتا ہے۔ جنگلی
رسم کے مطابق دن مقرر کیا جاتا ہے اور اس دن شادی کے لئے بہت
بڑا میدان خالی کروایا گیا اور جنگلی قبیلے کا ہر فرد شادی میں شریک ہو
اور دولہا اور دلہن کو ایک جگہ پر بٹھایا گیا اور دونوں کے درمیان ایک
پہاڑی بکرا لٹایا گیا اور اس بکرے کو چھری پھیرنے والا دولہا کا باپ
یعنی قبیلے کا سردار تھا۔ پہاڑی بکرے کی گردن کا خون کا ٹیکہ دولہا نے
دلہن کے ماتھے پر لگایا اور سب لوگوں نے مل کر تالی بجائی اور شادی کو
جائز قرار دیا۔ اس کے بعد دونوں اس جگہ سے اٹھے اور پتھر کے اوپر
سے چھلانگ لگائی۔ دونوں ایک ساتھ نیچے آئے اور اس کے بعد سب
جنگلی لوگوں نے ان کے اوپر پھول کی پیتاں نچھاور کیں اور خوشی کا
اظہار کیا۔ دلہا اور دلہن کے ہاتھ آپس میں بندھے ہوئے تھے۔ اور
یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے تھے خوشی کا سماں تھا۔ ان

دونوں کو ایک طرف بٹھایا اور سب جنگلی لوگوں نے مل کر ایک گول دائرہ بنایا۔ اس دائرے کے ایک طرف دولہا اور دلہن بیٹھی تھی اور سردار بھی بیٹھا ہوا تھا جنگلی لوگ ناچ کر (جنگلی زبان میں) گانا گا رہے تھے۔ ان کے شوروغل کی آواز آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ ہواؤں کے اندر عمروعیار اپنے کام کی ڈیوٹی دے رہا تھا۔ شوروغل سن کر ایک دم جنگلی لوگوں کے درمیان اترا تو سب جنگلی ایک دم حملہ آور ہوئے اور ابھی قالین پر بیٹھا تھا کہ اس نے فوراً قالین کو اُڑنے کا حکم دیا اور قالین ہوا میں اُڑنے لگا اور جنگلی دیکھتے رہ گے۔ عمرو ہوا میں ہی ان لوگوں کے گانے بجانے اور دھوم دھام سنتا رہا قالین ہواؤں کے اندر ایک جگہ پر کھڑا رہا اور ان جنگلی لوگوں کے بچھڑنے کے انتظار میں رہا کہ یہ لوگ کب اور کس وقت علیحدہ علیحدہ ہوں۔ جنگلی لوگوں کی شادی کا سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا اور عمرو عیار ان لوگوں کو دیکھتا رہا۔ شام ہونے والی تھی اور سب لوگ آہستہ آہستہ بکھرنے لگے اور یونہی رات کافی ہوگئی تو سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے پر چلے گئے سردار سب کے بعد میں گیا۔ دولہا دلہن کافی دیر پہلے جا چکے تھے۔ سارا میدان خالی دیکھ کر عمرو پھر میدان میں اترا اور سردار کی جھونپڑی

عمرو اور بھیانک جنگل

کو تلاش کرنے لگا۔ تلاش کرتے کرتے ایک پہاڑی کے پاس گیا تو ا
س کے اندر سرنگ نکالی گئی تھی اس کے اندر سردار کا ٹھکانہ تھا۔ عمرو
سردار کے پاس گیا اور عمرو عیار نے کہا۔

سردار تم اس قبیلے کے سردار ہو میں عمرو عیار ہوں ایک دفعہ اس قبیلے سے ہی آپ کا پرانا جاننے والا...... میں نے بھٹکے ہوئے دو شہری چھڑوائے تھے اور آج پھر میں تمہارے پاس میرا کوئی شہری ہے تو بتا دو ورنہ میں زبردستی لے کر جانا بھی جانتا ہوں۔ عمرو نے تلوار تانتے سردار کے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔

تم ٹھیک کہتے ہو عمرو عیار اس بار اگر ہمارے پاس شہر ہوتا تو ہم ضرور پیش کرتے۔ فی الحال ابھی تک ہمارے پاس کوئی شہر ہی نہیں...... ہاں میں آپ کو ایک بات بتا دوں۔ میں نے قبیلے کے لوگوں کو اچھی طرح پکا کر رکھا ہے کہ جو بھی بھٹکا ہو شہری آئے تو اسے میرے پاس لانا ہو گا۔ سال دو سال ہو گئے ہیں ابھی تک کوئی شہری میرے پاس نہیں آیا اور نہ ہی کوئی آیا ہے اور نہ کوئی شکایت ملی ہے کہ فلاں نے فلاں شہری کو قتل کیا ہے۔ سردار نے تفصیل کے ساتھ ساری بات بتائی۔

عمرو عیار چند منٹ سوچتے ہوئے...... ہاں ایک اور بات ہے۔ سمندر کے کنارے ایک بحری جہاز ڈوب گیا تھا۔ بلکہ تباہ ہو گیا تھا اور س کے اندر کچھ شہری لوگ بچ گئے تھے اور وہ کہیں جنگل کی طرف آئے تھے تو وہ انسان کی بجائے کچھ جانور بنے کچھ پرندے بن گئے تھے اگر یہ سب مل جائیں تو یہ اصل حالت میں آ سکتے ہیں۔ ایک جانور کے روپ میں ملا تھا وہ بھی بحری جہاز کا کمانڈر تھا۔ اور اسی سے معلوم ہوا ہے۔ تیس پینتیس آدمی بچے ہیں اور سب لا پتہ ہیں۔ انہیں تلاش کرنے کے لئے اب پھر میری ڈیوٹی لگائی گئی ہے......؟ بیٹھتے ہوئے عمرو عیار نے کہا تمہاری بات درست ہے عمرو مگر یہ جنگل بہت بڑا ہے اس کے اندر تلاش کرنا بہت مشکل ہے سردار نے معنی خیز نگاہوں سے کہا۔

عمرو نے مسکراتے ہوئے۔ سردار تم نہیں جانتے مجھے اور میرے کاموں کو۔ زمین کی سات تہوں میں آدمی چلا جائے تو میں اسے وہاں سے بھی نکال لیتا ہوں۔ یہ بات معمولی ہے۔ کہ وہ انسان سے جانور پرندے بن گئے ہیں۔ کھڑے ہوتے ہوئے...... ارے یہ مل جائیں تو پریشانی ختم ہو جائے ایک ہی جھٹکے میں سب کو اٹھا کر لے

جاؤں۔

اچھا اب میں چلتا ہوں...... جاتے ہوئے عمرو نے کہا۔

یونہی عمرو جھونپڑی سے باہر آ کر قالین پر بیٹھ گیا اور ہواؤں میں اڑنے لگا...... رات کا اندھیرا کافی تھا۔ جنگل میں چاروں طرف سناٹا ہی سناٹا تھا۔ جنگل کے ایک طرف ویرانہ تھا اور چند گز کے فاصلے پر سمندر کا کنارہ تھا۔عمرو کی آنکھیں اندھیرے میں چمک رہیں تھیں۔عمرو نے اس ویرانے میں نظر دوڑائی تو ویرانے میں جانور اکٹھے کھیل کود میں مصروف تھے۔عمرو جلدی سے ان سے دور ہٹ کر اتر گیا۔ قالین کو زنبیل میں رکھا اور سفید موتی ہاتھ میں پکڑا تاکہ سانپ وغیرہ نقصان نہ پہنچائے اور منہ میں اللہ کا کلام پڑھتے چلا جا رہا تھا جونہی قریب پہنچ کر عمرو نے سب کی طرف ایک زور دار پھونک ماری اور سب جانور ایک جگہ پر جم گئے دوسری پھونک جب ماری جو انسان سے جانور بنے تھے انسان کے روپ میں آ گئے۔عمرو ان کی طرف دیکھ کر بہت مسکرایا۔ ان میں سے چند بچے اور دو نوجوان اور ایک بوڑھا شخص تھا۔عمرو نے سب کو قریب بلایا اور تفصیل پوچھی تو اس بوڑھے نے بتایا عمرو عیار سرکار اگر آپ نہ آتے تو شاید ہماری

عمرو اور بھیانک جنگل

ی زندگی جانور کے روپ میں ہی گزر جاتی ۔ بوڑھے نے مزید بتایا
کہ ہمارے کمانڈر صاحب کا پتہ نہیں کیپٹن صاحب کا بھی معلوم نہیں
ہاں ہیں۔ بوڑھے نے کہا۔

انہیں میں لے گیا ہوں انہیں کے ذریعے سے سب معلومات
ا ہیں ورنہ آپ لوگوں کا کیسے پتہ چلتا۔ میں آپ لوگوں کو ابھی
ر اسی وقت امیر حمزہ کے دربار میں لے کر چلتا ہوں۔ کیونکہ کمانڈر
ساحب کی ڈیوٹی ہے جو لوگ بچ گئے ہیں ان کی مقدار بھی پوری کرتی
ہے آپ لوگوں کے وارث دربار میں بار بار آ جا رہے ہیں۔ اور آپ
ل جلدی نہ پہنچے تو میری چھٹی ہو جائے گی۔" یہ کہتے ہوئے عمرو
نے زنبیل نکال کر قالین نکالا اور سب کو قالین پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور
بیٹھتے ہی...... عمرو نے قالین کو اُڑنے کا حکم دیا اور وہ اُڑنے لگا۔

دربار میں امیر حمزہ تشریف فرما تھے اور ان کے برابر کمانڈر ...
بیٹھا ہوا تھا...... ان کے علاوہ درباری لوگ وغیرہ بھی ...
تھے...... دربان آیا اور آ کر کہنے لگا۔

سرکار باہر ایک بوڑھی عورت آئی ہے۔ وہ آپ ...
ہے۔

امیر حمزہ نے مسکراتے ہوئے۔

"اسے اندر بھیج دو۔"

عمرو اور بھیانک جنگل

☆......☆......☆

دربان یہ سن کر باہر چلا گیا اور چند منٹوں کے بعد دربان بوڑھی عورت کو اندر لے آیا اور امیر حمزہ نے اُسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بول بوڑھی عورت تمہاری کیا فریاد ہے......" بوڑھی عورت نے بڑے آرام کے ساتھ زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

سرکار میں شہید کی بیوہ ہوں میرا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ بحری جہاز کی تباہی میں بہہ کر چلا گیا اب میں اکیلی ہوں۔ مجھے میرا بیٹا تلاش کر کے لا دو یا پھر مجھے کسی قبر میں زندہ دفنا دو۔ شوہر کی جدائی تو بیٹے نے بھلا دی تھی اب بیٹے کی جدائی برداشت نہیں ہوتی۔ نہیں ہوتی۔ بوڑھی عورت نے روتے ہوئے فریاد کی اور آنسو بہا بہا کر

اپنے اندر کا غبار نکالا۔ رات کا وقت تھا۔

امیر حمزہ نے کہا۔

''بوڑھی عورت یہ سب خدا کا کھیل ہے۔ اس کھیل میں میں بھی جا سکتا ہوں ۔ خدا کے آگے دعا مانگو ہوسکتا ہے کہ تمہارا بیٹا بچ گیا ہو۔'' بوڑھی عورت نے پھر آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے سرکار میں آپ کے پاس آئی ہوں۔ ساری رات بے آرامی میں گزارتی ہوں۔ جب سے وہ لاپتہ ہوا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی نہ اسے پڑھنے کے لئے سعودی عرب بھیجتی۔''

امیر حمزہ نے پھر کہا......

دیکھو بوڑھی عورت تم نے خدا کے گھر میں بیٹے کو بھیجا تھا اور وہ بھی نیک کام کے لئے...... خدا تمہارے بیٹے کو محفوظ رکھے گا جہاں بھی ہو گا وہ انشاء اللہ ضرور تمہارے پاس پہنچے گا......عمرو عیار کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔ یہ ہمارے بحری جہاز کے کمانڈر بچ گئے تھے۔ انہیں بھی عمرو عیار یہاں تک لایا ہے۔ انہیں کی زبانی پتہ چلا ہے کہ تیس پینتیس آدمی بچ گئے ہیں۔ انشاء اللہ جلد پہنچ جائیں گے تم بے فکر رہو۔ جاؤ آرام کرو۔ رات ہو رہی ہے۔

عمرو اور بھیانک جنگل

بوڑھی عورت واپس جانے لگتی ہے۔تو امیر حمزہ کہتے ہیں۔

''جونہی تمہارا بیٹا آیا وہ خود تمہارے گھر پہنچ جائے گا......'' امیر حمزہ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

بوڑھی عورت دربار سے باہر چلی جا رہی تھی کہ عمرو چھ سات آدمیوں کو لے کر دربا میں حاضر ہوا......تو امیر حمزہ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ بوڑھی عورت وہاں ہی رک گئی ان چھ سات میں اس عورت کا بھی بیٹا تھا۔ بیٹے کو دیکھ کر ایک دم اس کے ساتھ چمٹ گئی اور زاروقطار رونے لگی اور اپنے اندر کا غبار نکالنے لگی۔

امیر حمزہ نے مسکراتے ہوئے قریب آ کر کہا۔

''مائی ہم نے تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ تم نے نیک کام کے لئے بیٹے کو بھیجا تھا۔ خدا اس کی حفاظت کرے گا۔ جو اس نے اپنی حفاظت میں رکھا۔ جاؤ اپنے بیٹے کو ساتھ لے جاؤ شکرانے کے نوافل ادا کرو۔'' یہ کہہ کر امیر حمزہ نے باقی آدمیوں سے کہا۔

''بھئی کیسے ہو سب لوگ؟''

بوڑھا آدمی بولا۔

''سرکار اگر آپ عمرو کو نہ بھیجتے تو آج ہم آپ کے سامنے نہ

عمرو اور بھیانک جنگل

ہوتے بلکہ جنگل میں جانور کے روپ میں زندگی بسر کر رہے ہوتے۔

''یہ سب کیسے ہوا'' امیر حمزہ نے بوڑھے سے پوچھا۔

''سرکار ہم سب بچ جانے کے بعد سمندر کے کنارے آ کر بیٹھ گئے اور رات گزارنے کے لئے ہم نے لکڑی اکٹھی کر کے ایک جھونپڑی بنائی اور ہم سب اس کے اندر بیٹھ گئے۔

رات جب ہوئی تو جنگل کے جانوروں نے حملہ کر دیا انہوں نے آ کر ہماری جھونپڑی تباہ کر دی۔

سب جانوروں ہم سب کو کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ جنگل کا بادشاہ شیر آ گیا اس نے آتے ہی ایک زور دار بھڑک لگائی اور سب جانور بھاگ گئے

اور وہ شیر ہم سب کو اپنے ساتھ لے گیا اس نے ہم سب کو اپنی غار میں رکھا شیر نے ہم سب کو شکار کا گوشت کھلایا

اس نے ہمارے ساتھ اچھی مہمان نوازی کی اور جب ہم کو شیر کے پاس رہتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو ہم سب بوریت محسوس کرنے لگے اور وہ بوڑھی عورت کا بچہ اس غار سے جب باہر نکلا تو ہمیں پتہ نہ چلا اس کو ہم تلاش کرتے کرتے باہر آ گئے......

عمرو اور بھیانک جنگل

برابر میں ایک اور غار تھی جب ہم تلاش کرتے کرتے اس کے اندر گئے تو وہاں سونا اور سونے کے زیورات پڑے تھے۔

ان زیورات کو جو بھی ہاتھ لگاتا وہ اسی وقت کوئی نہ کوئی جانور یا پرندے کی شکل اختیار کر جاتا۔ اس طرح ہم تیس پینتیس انسان کے روپ سے جانوروں کے روپ میں آ گئے۔

یہ ہے کہانی ہم سب کی۔

امیر حمزہ نے عمرو کی طرف دیکھ کر کہا۔

''کیوں بھئی یہ غار تم نے دیکھی ہے؟''

عمرو جھٹ سے بولا۔

''جی ہاں دیکھی ہے۔ وہ سارا سونا آپ تک جلد پہنچ جائے گا۔ سب سے پہلے مجھے اپنے بحری جہاز کے بچے ہوئے مسافر لانے ہیں۔

''ٹھیک ہے تم اپنے کام سے مصروف رہو......

ابھی صرف ہمارے پاس آٹھ آدمی پہنچے ہیں۔

بائیس آدمی تقریباً باقی ہیں۔ انہیں بھی جلدی تلاش کرو۔

امیر حمزہ نے دوبارہ تاکید کرتے ہوئے کہا اور عمرو نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

اچھا سرکار خدا حافظ......پھر ملاقات ہو گی......

یہ کہتے ہوئے دربار سے باہر جاتا ہے اور سب آدمی بچ کر آنے والے دیکھتے جاتے ہیں

اور مسکراتے ہیں۔

☆......☆......☆

بارش بڑے زور و شور سے ہوتی ہے۔
آسمان پر بجلی چمکتی ہے اولے پڑتے ہیں۔حتیٰ کہ جنگل کے سیلاب آ جاتا ہے اور اڑنے والے پرندے درختوں پر چڑھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اڑنے والے سانپ بھی درختوں پر چڑھ کر بیٹھے ہوتے ہیں۔عمرو ہواؤں میں اڑتے اڑتے ایک درخت کے نیچے بیٹھ جاتا ہے اور بارش کے رکنے کا انتظار کرتا ہے۔بارش کو برستے ہوئے تقریباً آدھا دن گزر جاتا ہے۔
زمین پر سیلاب کی وجہ سے عمرو زمین پر نہیں اترتا بلکہ ہواؤں میں ہی اڑتا رہتا ہے۔عمرو کی نظریں زمین پر ہوتی ہیں کہ کوئی مل

جائے۔ مگر ہواؤں میں سانپ اڑ رہے ہوتے ہیں۔ عمرو کی اچانک سامنے نظر جاتی ہے تو عمرو جلدی سے خدا کا کلام پڑھتا ہے تو تین چار سانپ اُڑتے اُڑتے قالین پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور عمرو ان چاروں سانپوں کو پکڑ لیتا ہے اور ان پر خدا کا کلام پڑھ پڑھ کر پھونکیں مارتا ہے۔ قالین مسلسل اڑتا رہتا ہے اور وہ سانپ ایک ہاتھ میں پکڑے ہوتے ہیں۔ عمرو کو ان پر پھونک مارتے مارتے کافی دیر ہو جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ انسان کے روپ میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ چند منٹوں کے بعد وہی سانپ انسان کا روپ دھار لیتے ہیں اور عمرو ان چاروں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور قالین کو حکم دیتا ہے۔ دربار امیر حمزہ کی طرف چلو۔ قالین اسی وقت اس طرف کا رخ کر لیتا ہے اور عمرو ایک آدمی کی طرف دیکھ کر بولتا ہے۔

"ارے بھائی بڑے کمال کے آدمی ہو کہ انسان سے تم جانور بن گئے۔"

یہ ہماری قسمت میں تھا کہ سانپ بنے سو وہ بن گئے ویسے بھی یہ ہماری اپنی غلطی تھی کہ ہم اس غار میں گئے اور ان زیورات کو ہاتھ لگایا اور انسان سے جانور بن گئے۔ ہمارے جتنے ساتھی ہیں وہ سب

مختلف شکلوں میں ہیں۔ معلوم نہیں کہاں ہیں کہاں نہیں۔ یہ خدا بہتر جانتا ہے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

عمرو جھٹ سے بولا۔

" تمہارے کمانڈر بھی جانور کے روپ میں تھے۔ میں نے انہیں دربار میں پہنچایا تو انہوں نے ساری تفصیل بتائی کہ ہمارے بچنے والے ساتھی تیس پینتیس ہیں اس لئے ان کے کہنے کے مطابق میں مزید تلاش کر رہا ہوں آپ کے جانے سے پہلے میں چھ سات آپ کے ساتھی دربار میں پہنچا چکا ہوں۔ اب آپ کی باری ہے دربار میں جانے کی...... عمرو کی بات جاری تھی کہ امیر حمزہ کا دربار قریب آ گیا اور عمرو نے قالین کو اترنے کا حکم دیا اور قالین زمین پر اتر گیا اور اترنے کے بعد چاروں کو عمرو ساتھ لے کر دربار میں حاضر ہوا۔ حاضر ہوتے ہی کمانڈر نے دیکھا اور مسکراتے ہوئے قریب آ کر۔ عابدین، آصفین جمال بن علی، علی سفیان، سب کا نام لے کر گلے لگاتا ہے۔ ان کے اندر کمانڈر کا بیٹا بھی ہوتا ہے۔ کمانڈر اپنے بیٹے کو ساتھ لے جا کر امیر حمزہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔

"سرکار یہ میرا بیٹا ہے۔ میں نے آپ کو بتانا تھا۔ اگر بتا دیتا تو

آج آپ مجھے کمانڈر سمجھ کے اپنے پاس ہرگز نہ بٹھاتے ایک عام شہری کی طرح سمجھتے......

امیر حمزہ مسکراتے ہوئے۔

کمانڈر تم درست کہتے ہو۔ اگر ایک سپاہی اپنے فرض کا خیال نہ رکھے تو وہ فرض جہاد بھول جاتا ہے...... وہ شخص سپاہی نہیں ایک عام آدمی کہلائے گا...... میں تمہاری اس بات پر بہت خوش ہوں کہ تم فرض شناس ہو اور اسی خوشی کے موقع پر میں تمہیں سونے کا ہار تحفتاً پیش کرتا ہوں تا کہ آئندہ بھی تم اس طرح فرض شناسی کرو۔ اگر تم چاہو تو اپنے بیٹے کو سپاہی بھرتی کر سکتے ہو اور اس کو بھی تربیت دے دو اور اسے بھی بحری جہاز کا کمانڈر بناؤ۔ انسان کی زندگی ختم ہونے کا کچھ علم نہیں ہوتا۔ تمہارے جانے کے بعد ہم تمہارے بیٹے کو دیکھ کر تمہیں یاد کر لیا کریں گے۔

امیر حمزہ نے تفصیل کے ساتھ وضاحت اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کمانڈر کے بیٹے کو پیار کرتے ہوئے کہا اور جو تین آدمی تھے انہیں بھی پیار کرتے ہوئے اپنی جیب سے کچھ روپے دے کر گھر جانے کو کہا اور سب آدمی اپنے گھروں کو چل پڑے اور دربار میں

کمانڈر اور اس کا بیٹا رہ گئے۔

عمرو عیار ایک طرف کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور امیر حمزہ ان کے برابر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمرو امیر حمزہ کی تمام باتیں بغور سن رہا تھا اور آخرکار مسکراتے ہوئے کھڑا ہو کر بولا۔

''اچھا سرکار اجازت دیں۔ آرام کر لوں آج آٹھ روز ہو گئے ہیں مسلسل جاگتے ہوئے۔''

امیر حمزہ اسے جانے کی اجازت دے دیتے ہیں تا کہ عمرو کچھ دن آرام کر لے۔

یہ کہتے ہوئے دربار سے باہر چلا جاتا ہے۔

عمرو اور بھیانک جنگل

☆......☆......☆

ایک لمبی سرنگ جس کے آخر پر چڑیلوں کا بسیرا تھا۔ اس چڑیل کے پاس ہیرے موتی اور جواہرات کا انبار لگا ہوا تھا۔ چڑیلوں کی سردار کا نام طرابوس تھا اور اس کے حکم کے مطابق ہر کام ہوتا۔ ان میں سے ایک چڑیل کی شادی تھی اور کھانے پکانے کے لئے کچھ اشیاء کی ضرورت تھی۔ طرابوس نے حکم دیا کہ جنگل سے کوئی اچھا سا جانور پکڑ کر لے آؤ اور جس سے سب مہمان فارغ ہو جائیں۔ دو چڑیلیں شکار کرنے اس سرنگ سے باہر نکل پڑیں اور جنگل میں گھومنے لگیں۔ جنگل سے تلاش کرتے کرتے پہاڑی کے درمیان ایک شکار نظر آیا۔ ایک چڑیل بولی ......

عمرو اور بھیانک جنگل

''سہیلی یہ جانور اچھا ہے اچھا خاصا موٹا ہے اور مہمان بھی بھگت جائیں گے۔'' اور دوسری جلدی سے بولی۔

''ہاں تم نے ٹھیک کہا۔ جانور بھی شریف، معلوم پڑتا ہے اور آرام سے چھری کے نیچے آ جائے گا۔'' یہ کہتے ہوئے دونوں آگے بڑھیں اور اس کو قابو کرنے کے لئے یہ موقعہ تلاش کرنے لگیں۔ دونوں ایک پہاڑ کے پاس بیٹھ گئیں اور اُس جانور کو تاکنے لگیں۔

وہ جانور جو زیبرا تھا اور انسان سے حیوان بنا تھا سمندر کے کنارے ستانے لگا اور ریت پر ہی لیٹ گیا کہ شاید کوئی تلاش کرتا کرتا اس تک پہنچ جائے۔ مگر دور دور تک کوئی نہ تھا۔ اسی انتظار میں وہ کئی دنوں سے پہاڑوں کے درمیان سمندر کے کنارے انتظار کرتا رہتا۔ آج انتظار کرتے کرتے وہ ریت پر لیٹ گیا اور دونوں چڑیلیں اس کے تعاقب میں تھیں کہ یہ آرام کرے اور ہم اس کو قابو میں کریں۔ اس کے لیٹتے ہی دونوں چڑیلوں نے حملہ کر دیا اور زیبرا کو قابو میں کر لیا اور بے ہوش کر کے ہواؤں میں اڑا کر لے گئیں اور طرابوس کے سامنے پیش کر دیا اور طرابوس دیکھتے ہی بہت خوش ہوئی۔

آج تم بہت اچھا کام کیا ہے جس کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا

ہے۔

اس جانور سے ہمارے سارے مہمانوں کا پیٹ بھر جائے گا اور میری بیٹی کی برات شام کو آئے گی اور ہمارے ہاں سب حضرات بھی دعوت میں شریک ہوں گے ان سب کا خیال رکھنا ہوگا۔ کسی کو کسی چیز کی کمی بیشی نہ آئے...... اور سب خوش خوش جانے چاہیں۔ چلو برتن وغیرہ بھی تیار کرو۔ اور سنو ہمارے ہاں جو بھی مہمان آئے انہیں ایک ایک ہیرا دینا ہو گا۔ تحفے کے طور پر۔ کیونکہ مہمان ایک بار آتے ہیں۔ روز روز نہیں آتے۔ لہٰذا ہر طرح کا خیال رکھنا ہو گا۔

ایک چڑیل بولی جی آپ بے فکر رہیں۔ کسی کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ طرابوس یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور سب کو شاباش دیتی ہے۔

ہزار فٹ گہری پہاڑی کے درمیان عمرو قالین پر بیٹھا ہوا اترا تو کھائی میں جاتے ہی خوفناک پرندوں نے حملہ کر دیا اور عمرو کو مجبوراً تلوار میان سے نکالنا پڑی اور پھرتیلے انداز کے ساتھ کئی خوفناک پرندے مار ڈالے۔ جن کے اندر زیادہ تر چمگادڑیں تھیں اور دوسرے پرندے کم تھے۔ مقابلہ کرتے ہوئے عمرو نے پہاڑوں کے اوپر چڑھنا

شروع کر دیا۔ چڑھتے چڑھتے عمرو پہاڑی کی چوٹی پر آ گیا اور چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے دور دور تک جنگل اور پہاڑیاں ہی پہاڑیاں تھیں۔ عمرو کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پہاڑی کے دوسرے طرف اترتے ہوئے پاؤں پھسل گیا اور گرتے ہی دائیں ہاتھ کی انگوٹھی پتھر کے ساتھ رگڑی گئی اور جن نے حاضر ہوتے عمرو کو گرنے سے روک لیا اور روکتے ہوئے۔

"حکم میرے آقا......" عمرو سنبھلتے ہوئے ......

"حکم کیا ہے۔ بس پاؤں پھسل گیا تھا۔" کھڑے ہو کر عمرو نے کہا۔

میرے آقا ساری زندگی آپ نے ہم کو دعوت دی ہے آج ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں یہاں سے کافی دور چڑیلوں کا گھر ہے۔ آج ان کے ہاں شادی ہے آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو شادی کا رواج دیکھانا چاہتا ہوں کہ ان کے ہاں شادی کیسے ہوتی ہے جن اور جننی کی تو آپ نے دیکھی ہو گی مگر ان کی شادی انوکھی ہوتی ہے۔

آیئے میرے ساتھ۔ جن نے دعوت دینے کے انداز میں کہا۔

دیکھو بھئی رشتہ داری آپ کی ہے۔ میری تھوڑی ہے میں تو

انسان ہوں۔ انسان کا آپ لوگوں کی محفل میں جانے کا سوال ہی نہیں ہے۔ عمرو نے کہا۔

دیکھئے میرے آقا آپ ہماری عزت کی جگہ پر ہے۔ اگر وہ آپ کی عزت نہ کریں تو آپ مجھے اپنا غلام بنانا ترک کر دیں۔ جن التجا کے طور پر کہا۔ عمرو جن کی ساری بات سن کر......

''اچھا بھئی اگر آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ چلتے ہیں۔'' جن نے اپنی پیٹھ پر عمرو کو بٹھایا اور ہواؤں میں اڑنے لگا...... اڑتے اڑتے کافی دیر ہو گئی تھی اور ایک سرنگ جس کے دروازے پر ہزاروں خوفناک پرندے جمع تھے جو بھی جاتا وہ حملہ آور ضرور ہوتے مگر جن جب عمرو عیار کو لے کر جانے لگا تو تمام پرندے اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔

سرنگ کے اندر تمام چڑیلیں جمع تھیں اور سب نے خوبصورت لباس پہن رکھے تھے ایک طرف پرستان کی پریاں اپنے خوبصورت لباس میں ملبوس ہو کر بیٹھی ہوئیں تھیں ان کے چہرے جگ مگ کر رہے تھے۔ ان کے چہروں پر کسی میک اپ کی ضرورت ہی نہیں تھی بارات آ چکی تھی۔ سرنگ کے سامنے والے حصے پر چڑیل کا بیٹا دولہ

کے روپ میں بیٹھا تھا اور چڑیل کی بیٹی اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی...... دونوں کے ہاتھ آپس میں ملے ہوئے تھے اور دونوں کا چہرہ کھل رہا تھا۔ جس چڑیل کی بیٹی کی شادی تھی اس نے ابھی کھانے کے لئے بندوبست کرنا تھا۔ زیبرا ابھی چھری کے نیچے آنے والا تھا۔ مگر زیبرا کو چھری پھیرنے والا کوئی نہ تھا۔ اس طرف سے جن عمرو کو محفل میں لے کر شامل ہوا اور پریاں اور چڑیلیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ ایک پری قریب آ کر......

''سرکار آداب عرض پیش کرتی ہوں۔''

عمرو مسکراتے ہوئے۔

''آداب آداب۔''

ایک اور چڑیل قریب آ کر۔

''آداب میرے آقا۔ آپ نے اس محفل میں آ کر محفل کو چار چاند لگا دیئے۔ اس محفل میں آنے کا بہت بہت شکریہ۔ اگر آپ آ ہی گئے ہیں تو پھر مہمانوں کے کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے آپ زیبرا کو چھری کے نیچے رکھئے اور ان سب کو اپنے ہاتھوں سے کھلایئے۔''

چڑیل نے عاجزی کے ساتھ کہا۔

عمرو اور بھیانک جنگل

ہاں ہاں میرے آقا یہ کام آپ کا ہی ہے ان عورتوں اور ان کے شوہروں کا نہیں ہے بلکہ آپ کو ہر بات کا علم ہے...... آیئے چلیں میرے آقا۔ زیبرا کو چھری کے نیچے رکھئے اور یہ جو بیچاری پرستان سے چل کر یہاں آئی ہیں نہ جانے کب کی بھوکی بیٹھی ہوئی ہیں۔ عمرو چلتے ہوئے ساتھ والی سرنگ کے اندر چلا گیا اور سامنے زیبرا زمین پر بندھا ہوا پڑا تھا۔ عمرو کے ہاتھ میں چھری تھی۔ چھری کو دیکھ کر زیبرا ایک دم گھبرا گیا ور گھبراہٹ کے مارے ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا اور عمرو اسے بغور دیکھنے کے بعد جن سے کہا۔

''یہ جانور مشکوک معلوم ہوتا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے عمرو نے جلدی سے چھری ایک طرف رکھی اور خدا کا کلام پڑھنا شروع کر دیا۔ کلام پڑھتے پڑھتے کافی دیر ہوگئی۔

سردار چڑیل ''طرابوس'' نے قریب آ کر کہا۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔'' ابھی یہ کہنے کی دیر تھی کہ جن نے جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور خاموش کر دیا۔ خاموش ہونے کی دیر تھی کہ زیبرا انسان کی شکل اختیار کرنے لگا اور مزید عمرو نے کلام پڑھا اور چند منٹوں کے بعد زیبرا انسان کی شکل میں آ گیا اور آتے

ہی اپنے آپ کو دیکھ کر اور عمرو کو دیکھ کر گلے لگ گیا اور کہنے لگا۔

''سرکار اگر آپ نہ ہوتے تو آج ان چڑیلوں کی خوراک کا نوالہ بنا ہوا ہوتا ۔ یہ تو خدا کا شکر ہے کہ آپ آ گئے۔ آپ شاید نہ جانتے ہوں میں بحری جہاز کا کیپٹن ہوں حادثہ کے وقت ہماری کافی ساتھی بچ گئے تھے معلوم نہیں وہ کس حال میں ہوں گے۔''

''گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں آپ کے کمانڈر بچ گئے ہیں بلکہ وہ دربار شریف میں پہنچ گئے ہیں۔ اب آپ کے جانے کی دیر ہے اور دربار میں رونق آ جائے گی۔ چلیں آپ میرے ساتھ ۔ میں آپ کو دربار لے کر چلوں۔'' عمرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

یہ سارا ماجرا جن دیکھ رہا تھا کہنے لگا۔

''سرکار آپ دعوت پر آئے ہیں۔ آپ دعوت سے فارغ ہو کر تو جائیں۔ پھر بات ہے ۔نہیں تو آپ کی خدمت گار پرستان کی پریاں کیا کہیں گی......''

عمرو رکتے ہوئے اگر تم کہتے ہو تو ٹھیک ہے رک جاتا ہوں۔ ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ جو یہ لوگ جانور اٹھا کر لائے تھے وہ میں لے کر جا رہا ہوں...... ان کے پاس کیا ہے کھانے

کو۔ کچھ بھی نہیں۔"

پاس ہی چڑیل طرابوس کھڑی تھی۔ ایک دم بولتے ہوئے۔

"آپ ہماری دعوت کھائے بغیر نہیں جا سکتے کیونکہ مہمان کی خدمت گزاری کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ چل کر بیٹھیں کھانا کھائیں اور پھر اس کے بعد ہم شادی کی رسم ادا کریں گے۔ پھر آپ جا سکیں گے۔

چڑیل طرابوس یہ کہتے ہوئے چلی جاتی ہے اور عمرو جن دونوں یہ سن کر حیران ہوتے ہیں اور جس جگہ پر محفل ہوتی ہے۔ اس جگہ پر آ جاتے ہیں۔ سب کے درمیان آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ساتھ ہی کیپٹن بھی آ کر بیٹھ جاتا ہے۔

سب کے درمیان جگہ خالی تھی۔ چند منٹوں کے بعد درمیان میں ایک لمبی سی میز لگ گئی اور کیپٹن دیکھ کر ایک دم گھبرا گیا اور چند منٹوں کے اندر اندر کھانا بھی لگ گیا۔ کھانا لگتے ہی ان کے اندر سے بہترین قسم کی خوشبو آنے لگی اور عمرو دیکھتے ہی کھانے میں مصروف ہو گیا۔ اور باقی کے سب دیکھ کر کھانے میں مصروف ہوئے۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر سب فارغ ہو گئے اور کھانے سے فارغ ہوتے

ہی طرابوس چڑیلنے اعلان کیا کہ اب شادی کی رسم ادا کی جائے۔ اور اس کے بعد رخصتی ہو گی۔ سب یہ دیکھ کر مسکرانے لگے اور عمرو یہ دیکھنے کے لئے بیقرار تھا کہ ان کے ہاں نکاح کی رسم کیا ہے کیا نہیں ہے۔

طرابوس نے دونوں کو ایک جگہ پر کھڑا کر دیا اور جس جگہ پر یہ کھڑے تھے یہ جگہ کافی اونچی تھی عمرو یہاں سے چھلانگ لگانے کے بعد دوڑ کر مہمانوں کے درمیان چکر لگانا ہے اور اس کے بعد واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھنا ہے۔ بیٹھتے ہی دونوں نے ایک دوسرے کو انگوٹھی پہنائی اور پہنتے ہی دونوں انگوٹھی والا ہاتھ سامنے رکھ کر پھر دوڑ لگائی اور پھر واپس آئے۔ ایک جگہ پر...... بیٹھتے ہی دونوں کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو دونوں نے سونے کا ہار پہنایا اور دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ چوما اور ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور خوشی کا اظہار کیا اور سب نے تالی بجائی تالی بجانے کے بعد دونوں نے سر جھکائے سلام کیا۔ سلام کے ساتھ مہمان سے مخاطب ہو کر...... آپ سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھیے۔

عمرو اور بھیانک جنگل

☆......☆......☆

طرابوس نے تالی بجائی اور ایک چڑیل آئی آتے ہی ایک بہت بڑا تھال اٹھا کر لائی اور لا کر پیش کیا۔ طرابوس نے ساتھ چل کر سب مہمانوں کو مٹھی بھر بھر کر ہیرے اور جواہرات پیش کئے اور سب مہمان خوش ہوئے کیپٹن بہت خوش ہوا اور عمرو بھی بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد کوئی رسم نہ تھی۔ عمرو نے طرابوس سے اجازت لی جانے کے لئے۔ طرابوس نے سر جھکا کے سلام کیا اور جانے کی اجازت دی عمرو جن اور کیپٹن بھی تینوں وہاں سے باہر نکلے...... اور باہر نکلتے ہی عمرو نے قالین نکالا اور اس پر دونوں سوار ہوئے تو عمرو نے جن کو خدا حافظ کہا اور قالین اڑنے لگا۔

عمرو اور بھیانک جنگل

عمرو عیار قالین پر بیٹھا ہواؤں کے سنگ سنگ اڑ رہا تھا۔ اور ساتھ کیپٹن بھی تھا۔ امیر حمزہ کا دربار ابھی کافی دور تھا کہ راستے میں جنگل کے اندر دو جانوروں کی لڑائی خوب زور و شور پر تھی عمرو دیکھتے ہی ایک دم نیچے اترا اور دونوں پھدک کر ایک طرف ہو گئے اور خدا کا کلام پڑھنا شروع کر دیا...... پڑھتے پڑھتے کافی دیر ہو گئی تھی۔ کیپٹن یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا اگر عمرو نہ ہوتا تو آج موت کے منہ میں چلا جاتا عمرو واقعی داد کے قابل ہے......اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

عمرو کا کلام جاری تھا......وہ دونوں لڑتے لڑتے یک دم رک گئے اور آرام کے ساتھ بیٹھ گئے۔ عمرو نے پھر کلام جاری کیا اور یہ جانور لومڑ تھے۔ عمرو بار بار کلام پڑھ کر پھونکے جا رہا تھا اور وہ لومڑوں سے انسان کے روپ میں آہستہ آہستہ آ رہے تھے۔ یوں مزید عمرو نے اور دو تین پھونکیں ماری تو وہ دونوں انسان بن گئے۔ اور بنتے ہی چاروں طرف دیکھنے لگے۔ دیکھتے ہی عمرو پر جب نظر گئی تو ایک دم قدموں پر گر گئے۔

''خدا آپ کو سو سال کی زندگی دے آپ نے ہم کو انسان بنا

دیا ورنہ ہماری ساری زندگی ایسے ہی جنگل میں حیوان بن کر ہی گزرتی۔"

انہیں اٹھاتے ہوئے عمرو نے کہا۔

"او ہو بھئی کیوں مجھے گناہ گار کر رہے ہو۔ میں بھی آپ کی طرح انسان ہوں اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب سرکار امیر حمزہ کا دیا ہوا ہے اور انہیں کے حکم کے مطابق میں آپ سب کو تلاش کر رہا ہوں۔ اور جو مجھے ملتا ہے مین اسے اسی وقت، دربار میں پیش کر دیتا ہوں۔ جب سے آپ کا بحری جہاز ڈوبا ہے اس وقت سے لے کر اب تک میں ایک پل بھی نہیں سویا اور نہ ہی آرام کیا۔ اور اب میں صرف اورصرف ان کے حکم کے مطابق چل رہا ہوں اور چلتا رہوں گا...... ساتھ ہی قالین زنبیل سے نکالا اور تینوں کو سوار کیا اور ساتھ ہی عمرو بھی بیٹھ گیا...... بیٹھتے ہی قالین ہواؤں میں اڑنے لگا۔ اور تینوں آدمی بہت خوش تھے۔ خوش خوش تینوں قالین پر بیٹھے رہے۔

ان سب کو کافی دیر ہو گئی تھی۔ امیر حمزہ کا دربار ابھی کافی دور تھا کہ راستے میں آندھی آ گئی۔ آندھی کے آتے ہی ان کو نیچے اترنا پڑا۔ اترتے ہی عمرو نے محفوظ جگہ تلاش کر لی اور چاروں اس جگہ پر

عمرو اور بھیانک جنگل

چلے گئے۔اس جگہ پر بیٹھے بیٹھے کافی دیر ہو گئی تھی مگر طوفان اپنے زور وشور پر تھا۔

آسمان پر بادل کافی گہرے چھائے ہوئے تھے اور طوفان مسلسل جاری تھا اور کوئی بھی جنگل کا درخت ٹھہر نہیں رہا تھا اور جنگل سے شائیں شائیں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

اور پھر جنگل میں طرح طرح کے جانور انسان کو ویسے بھی خوفزدہ کر دیتے ہیں۔مگر عمرو کے ہوتے ہوئے تینوں آدمی بے خوف کھڑے تھے اور اپنے آپ کو محفوظ ترین سمجھ رہے تھے۔

اچانک سامنے سے ایک سانپ آیا اور آتے ہی عمرو نے دیکھ لیا دیکھتے ہی عمرو نے کلام پڑھا اور ایک دو پھونکیں ماریں

تو وہ ایک جگہ پر مست ہو گیا

اور مست ہوتے ہی عمرو نے اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور ایک دو اور پھونکیں ماریں تو وہ انسان کی شکل اختیار کر گیا......

اور عمرو کے چہرے کی طرف دیکھ کر ایک دم گلے لگ گیا اور باقی کے ساتھیوں نے بھی دیکھا اور مسکرایا اور گلے لگ کر بہت رویا۔

عمرو نے تسلی دیتے ہوئے قالین نکالا اور چاروں کو ساتھ بٹھایا

عمرو اور بھیانک جنگل

اور ہوا میں اڑنے لگا آسمان پر بادل ضرور تھے
مگر طوفان رُک چکا تھا
اور ہلکی ہلکی ہوائیں چل رہی تھیں۔
عمرو ان چاروں کو لے کر دربار امیر حمزہ کی طرف لے جا رہا تھا۔

عمرو اور بھیانک جنگل

☆......☆......☆

امیر حمزہ ابھی دربار میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی۔ کمانڈر اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور کسی موضوع پر بات چیت کر رہے تھے۔ لوگوں کے لئے فنڈز وغیرہ کا پروگرام اور بحری جہاز کے اندر جو لوگ ہلاک ہوئے ان کیلئے امداد کرنی چاہئے۔

عمرو اور چار آدمی اس کے ساتھ تھے۔ دربار میں داخل ہوئے۔ داخل ہوتے ہی درباری نے اطلاع دی کہ عمرو آ گیا ہے۔ تو امیر حمزہ نے اٹھ کر استقبال کیا اور بچ کر آنے والوں کو سینے سے لگایا۔ ان چاروں میں ایک کیپٹن تھا کیپٹن نے جب کمانڈر کی طرف دیکھا تو ایک دم ایک دوسرے کے سینے سے لگے اور خوشی کا اظہار کیا۔ کیپٹن

نے کمانڈر سے کہا ارے آپ کمانڈر نے کہا یہ قسمت کا کھیل ہے اگر ہم اسی غار میں رہتے۔ شیر کے کئے ہوئے شکار پر گزارا کرتے۔ اگر ہم اس بچے کی تلاش میں نہ نکلتے تو سب ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوتے۔ ابھی ہمارے ساتھی پورے نہیں ہوئے۔ جب ہم سمندر سے باہر نکلے تھے اس وقت تیس آدمی تھے۔ ابھی تک ہمارے پاس ہمارے اس دربار میں تقریباً اٹھارہ انیس آدمی پہنچ چکے ہیں۔

وہ بھی پہنچ جائیں گے۔ اب کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ جس جنگل میں کیپٹن کو ڈھونڈ کر لایا ہوں اسی جگہ پر باقی کے ساتھی ہیں۔ ان کو تلاش کرنے کیلئے ایک نیا طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔ اور پھر جا کر وہ سب یہاں تک پہنچ سکتے ہیں عمرو نے تفصیل کے ساتھ کہا۔

امیر حمزہ سب کی باتیں غور سے کھڑے سن رہے تھے۔ اور سنتے ہی کرسی پر بیٹھ کر کہا۔ عمرو کام تمہیں جیسے کرنا پڑے اسے جلدی نمٹانا ہوگا۔ رہی دوسری بات۔ غار کے اندر جو خطرناک سونا پڑا ہے اسے تم نے یہاں پہنچانا ہوگا ور وہی سونا۔ جو بحری جہاز میں ہلاک ہو گئے تھے یہ سونا انہیں دینا ہے۔ یہ ڈیوٹی تمہاری ایک روز ختم ہونی چاہیئے۔

جی سرکار ایسا ہی ہو گا۔ میرا بھی یہی خیال تھا کہ یہ کام اب ایک روز کا ہے اسے جلد ختم ہونا چاہیئے عمرو ۔نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیپٹن عمرو کے قریب آ کر۔

سرکار امیر حمزہ۔ آپ اور آپ کے اس خادم کا بہت شکر گزار ہوتا ہے ۔ اگر عمرو اس وقت نہ پہنچتے تو ہو گئی ۔ اور آپ تک پہنچ گیا۔ زندگی دینے والا بخشنے والا خدا ہے۔ جس کی جتنی زندگی خدا نے دی ہے اس کو اتنی زندگی ملے گی۔ اس سے زیادہ ہرگز نہ ہو گی۔ امیر حمزہ نے وضاحت کے ساتھ کہا۔ کیپٹن نے مسکراتے ہوئے کہا سرکار آپ کے احسانات بہت ہیں ہم پر اور ساری زندگی احسان مند رہے گے آپ کے عمرو قریب آ کر احسان خدا کا جس نے اپنے کلام میں اتنی طاقت دی کہ جس کا کوئی حساب نہیں اور خدا کا شکر ادا کرو اور شکرانے کے نفل بھی ادا کرو۔

جنگل میں سیلاب کی وجہ سے کئی ہزار جانور پرندے اونچے جگہ پر جمع ہو گئے موسم خوشگوار تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔

عمرو اپنے ساتھی جن کے ساتھ تلاش میں نکلا ہوا تھا اور سارے جنگل کا چکر لگانے کے بعد ایک پہاڑی پرندوں سے بھری نظر

عمرو اور بھیانک جنگل

آئی اور ایک ایسا پرندہ بھی نظر آیا جو کہ سب سے مختلف تھا اس لمبے پر تھے اور لمبی سی گردن بھی تھی اڑتے وقت دشوار آتی تھی مگر ہمت کر کے اڑ جاتا کیونکہ اس کا جسم کافی بھاری تھا۔

اڑتے وقت اس کے پاؤں زمین کے ساتھ گھسیٹے جاتے اور پھر اس طرح پرواز کرتا۔

عمرو یہ منظر دیکھ کر فوراً اتر گیا اور اترتے ہی کلام پڑھنے میں مصروف ہو گیا اور کلام پڑھتے پڑھتے عمرو کو کافی دیر ہو گئی اور جن عمرو کے برابر کھڑا رہا اور عمرو کے عمل کو دیکھتا رہا۔

کافی دیر پڑھنے کے بعد تمام پرندوں اور ایک پرندہ جو کہ مختلف تھا یہ عمرو کے بالکل قریب تھا سب سے پہلے یہ انسانی شکل میں آیا اور باقی پرندے موجود تھے ان میں سے کافی انسانی شکل میں آئے اور کچھ اڑ گئے جن یہ عمل دیکھ کر حیران تھا۔

جونہی سب انسانی شکل میں آئے تو عمرو نے جن سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں ابھی آیا۔ یہ کہتے ہوئے عمرو نے زنبیل سے قالین نکالا ور اس پر سوار ہو گیا اور ہوا میں اڑنے لگا اڑتے ہوئے جن نے دیکھ اور جو انسان کی شکل میں آئے تھے وہ بھی دیکھتے رہے جنگل پہاڑیوں

میں جاتے ہی بھیانک جانور سے لڑائی شروع ہو گئی لڑائی ختم ہوتے ہی عمرو قالین پر بیٹھا غار میں اترا اور غار کے اندر جا کر سامنے دیکھا کہ سونے کا انبار لگا ہوا ہے ۔عمرو نے جلدی سے زنبیل نکالی اور اس کے اندر سارا سونا اور زیورات ڈالے اور ساتھ ہی قالین پر بیٹھ گیا بیٹھتے ہی قالین ہوا میں اڑنے لگا۔

عمرو کی زبان پر کلمات جاری تھے۔ چند منٹوں کے بعد قالین کے اوپر بیٹھے بیٹھے عمرو اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا اور سب سے کہا چلو بیٹھو تم سب قالین پر بیٹھو اور باقی دس آدمی اس جن پر سوار ہو جاؤ اور جن اور قالین دونوں ہواؤں میں اڑنے لگے۔

امیر حمزہ کا دربار لگا ہوا تھا۔ دربار میں کافی لوگ جمع تھے اور کچھ بیوہ عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔

عمرو اپنے ساتھی سمیت دربار میں حاضر ہوا اور حاضر ہوتے ہی کمانڈر نے قریب آ کر سب کی شناخت کی اور کہا کہ سب آدمی پورے ہیں جتنے بحری جہاز کے ڈوبنے میں بچے تھے۔

امیر حمزہ قریب آ کر ابھی عمرو کھڑا ہوا تھا عمرو نے جلدی سے زنبیل نکالی اور تمام سونا سامنے ڈھیر کر دیا اور امیر حمزہ دیکھ کر بہت

خوش ہوئے قاضی کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

سنو ہمارے اس دربار میں جو عورتیں بیوہ بیٹھی ہوئیں ہیں یہ سارا سونا ان کے اندر تقسیم کر دو اور کل شام کو اس دربار میں جشن ہو گا جس کے اندر ہر بندہ بشر شریک ہو گا اور ہماری سلطنت میں جس کے گھر میں جوان بیٹی ہے اسے اپنی بیٹی بیاہنے کیلئے رقم دی جائے گی تاکہ وہ بیٹی کا بوجھ اتار کر سکھ کا سانس لے۔

یہ ہمارا اہم اعلان ہے۔

خَتم شد